بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

یہ پرچہ پھر دو ماہ کا یکجائی شائع کیا جارہا ہے۔ گذشتہ ماہ جنوری میں ہم نے حیدر آباد کے جدید کارخانہ کاغذ سازی سے اس رسالہ کی ضروریات کے لیئے ڈیڑھ سال کا اکٹھا ذخیرہ خرید لیا تھا لیکن جنگی حالات کی وجہ سے اب تک اس ذخیرہ کو حیدر آباد سے یہاں منتقل کرنے کا انتظام نہیں ہو سکا ہے اور کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی کہ کب تک ہو سکے گا۔ مارچ کا پورا مہینہ اسی انتظار میں گذر گیا کہ کاغذ آئے تو پرچہ شائع ہو۔ آخر جب اپریل کا بھی ایک ہفتہ گذر لیا تو مجبوراً ہمیں پھر "چور بازار" کی طرف رجوع کرنا پڑا جو موجودہ نظامِ سیاسی و معاشی کے سب سے زیادہ قابلِ لعنت مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ یہ بازار جن کے نظم و نسق کی برکت سے وجود میں آیا ہے وہ اسے کالی منڈی (بلیک مارکیٹ) سے تعبیر کرتے ہیں مگر فی الواقع یہ کالی منڈی دن کی پوری روشنی میں، پولیس اور عدالت اور سکرٹریٹ اور گورنمنٹ ہاؤس کے عین پہلو میں رونق افروز ہے اور اس میں ہندوستان کا سرمایہ دار علی الاعلان احتکار کرکے دس اور بارہ گنی زیادہ قیمت پر مال فروخت کر رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے اگر اس پر کوئی قدغن ہے تو اس لیے نہیں ہے کہ یہ منڈی بند ہو جائے بلکہ اس لیے ہے کہ جو بدبخت اس میں جائے وہ صرف نقصانِ مایہ ہی برداشت نہ کرے بلکہ اس سے مال حاصل کرنے کے لیے وہ تدابیر بھی اختیار کرے جو اس کے اخلاق اور اس کی شرافت کو بھی مجروح کر دیں۔ پچھلے دو پرچے شائع کرنے کے لیے ہم کو اس منحوس بازار سے کاغذ حاصل کرنے کی جو کوششیں کرنی پڑی تھیں ان کی یاد اتنی تلخ تھی کہ پھر ایک بار اس کی طرف رجوع کرنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہنم سے نکل کر پھر جہنم کی طرف جارہے ہیں۔ لیکن یہ محض اپنی دعوت کو زندہ رکھنے کی خواہش ہے جو دوبارہ ہمیں اس "کوچۂ رقیب" میں لے گئی ہے اور اب ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اپنے فضل سے ہمارے لیے کم از کم اتنی سہولتیں پیدا فرما دے کہ ہم اس نظامِ تمدن کی گندگیوں سے بچ کر اس دعوت کو جاری رکھ سکیں۔

ہمیں احساس ہے کہ ۸۰ صفحہ کے بجائے ۳۲ صفحہ کا پرچہ پاکر ناظرین رسالہ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی خصوصاً جبکہ اس کا معیار بھی رسالہ کے سابق معیار سے بہت گرا ہوا ہے۔ لیکن جو حالات اس وقت درپیش ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ہم کو توقع ہے کہ ناظرین صبر سے کام لیں گے۔ اس وقت جس گراں قیمت پر ہم کاغذ خرید رہے ہیں اس کی وجہ سے ۳۲ صفحہ کے پرچہ کی لاگت قبل جنگ کے ۸۰ صفحہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ تاہم اگر حیدرآباد کا کاغذ آجائے تو ۳۲ کے بجائے ۴۸ صفحات پر رسالہ شائع کرنا ممکن ہوگا۔

اپنی مطبوعات کی قیمتوں میں بھی ہم کو بادلِ ناخواستہ غیر معمولی اضافہ کرنا پڑا ہے کیونکہ اس کے بغیر لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ پہلے کا طبع شدہ ذخیرہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ دوبارہ کتابیں طبع کرانے کے لیے "برطانوی ہندوستان" میں کاغذ فراہم ہونا محال ہے۔ ناچار یہ انتظام کیا گیا ہے کہ تمام کتابیں حیدرآباد میں طبع کرائی جائیں اور پھر بتدریج ان کو یہاں منتقل کیا جائے۔ اس صورت میں مصارف طباعت اس قدر زیادہ ہوجاتے ہیں کہ سابق قیمتوں کو برقرار رکھنا قطعاً غیر ممکن ہے۔

"جماعت اسلامی" کی رفتارِ ترقی معلوم کرنے کے لیے بیرونی ارکان کی طرف سے اکثر بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہ بے چینی ایک حد تک فطری ہے۔ میں اب تک اس اندیشہ سے اس کو نظر انداز کرتا رہا ہوں کہ کہیں ہمارے کام میں بھی نمائش اور اشتہار کا عنصر داخل نہ ہو جائے اور اللہ کے لیے کام کرنے کے بجائے ہم دنیا کو دکھانے کے لیے کام نہ کرنے لگیں۔ مگر آج محض اس خیال سے اس کا ذکر کرتا ہوں کہ جو رفقاء مرکز سے دور بیٹھے ہیں اور جن کو معلوم نہیں ہے کہ کام کس رفتار سے ہو رہا ہے، کہیں ان پر مایوسی طاری نہ ہونے لگے۔

جماعت کے ارکان کی تعداد اس وقت سات سو کے قریب ہے۔ بیرونی جماعتوں کی طرف سے اب تک پوری فہرستیں نہیں آئی ہیں اس لیے صحیح تعداد متعین نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ اصل تعداد اس تخمینہ سے زیادہ ہی ہو۔ سندھ، بلوچستان، سرحد، بنگال، بمبئی اور وسط ہند کے علاقے ابھی تک ہماری دعوت سے بہت بیگانہ ہیں۔ زیادہ تر

جن علاقوں نے اس کا اثر قبول کیا ہے وہ پنجاب، یوپی، بہار، دکن اور مدراس کے علاقے ہیں۔

جہاں تک لٹریچر کی اشاعت اور ارکان جماعت کے کام کی رپورٹوں سے اندازہ کر سکا ہوں پچھلے ڈیڑھ دو سال میں ہم تقریباً ایک لاکھ آدمیوں تک اپنی آواز پہنچا چکے ہیں اور ان میں سے کم از کم دس فی صدی حصہ ہماری دعوت سے متاثر ہو چکا ہے۔ غیر مسلموں میں ابھی دعوت کا کام بمنزلہ صفر ہے، لیکن جو تھوڑی سی کوشش اس سلسلہ میں کی گئی ہے اس کے نتائج مایوس کن نہیں ہیں۔ اس سے اتنا اندازہ تو ضرور ہو گیا کہ غیر مسلم قوموں میں مسلمانوں کے خلاف جو تاریخی اور قومی تعصبات پائے جاتے ہیں وہ انشاء اللہ ہماری اس دعوت کی راہ میں کوئی بڑی رکاوٹ نہ بن سکیں گے۔ عوام اور دیہاتیوں اور محنت پیشہ طبقوں میں بھی ابھی تک کسی بڑے پیمانے پر کام شروع نہیں ہو سکا ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی میں خود بھی ابتدائی تجربات کر رہا ہوں اور بعض دوسرے رفقاء بھی اپنے اپنے مقام پر مختلف طریقوں سے کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ کچھ زیادہ مدت نہ گذرے گی کہ ان تجربات سے ہم عوام میں تبلیغ کرنے کا ایک مناسب ترین ڈھنگ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دعوت کے لیے اب تک ہم زیادہ تر اردو زبان ہی کو وسیلہ بناتے رہے ہیں اور دوسری زبانوں سے کچھ زیادہ کام نہیں لے سکے ہیں، لیکن انگریزی، ترکی، ہندی، ٹامل، تلنگی اور ملیالم میں لٹریچر کی تیاری کے لیے عملاً کوشش شروع ہو چکی ہے اور اگر اللہ کا فضل شامل حال رہا تو جنگ کے بعد ہم ہندوستان اور بیرون ہند میں ان زبانوں کے واسطے سے خیالات کی اشاعت شروع کر دیں گے۔

سب سے بڑی چیز جو ہمارے نزدیک ہر دوسرے نتیجہ سے زیادہ قیمتی ہے وہ یہ ہے کہ اس دعوت کا اثر جہاں جہاں بھی پہنچا ہے، اس نے مردہ ضمیروں کو زندہ اور سوتے ہوئے ضمیروں کو بیدار کیا ہے۔ اس کی اولین تاثیر یہ ہوئی ہے کہ نفس اپنا محاسبہ آپ کرنے لگے ہیں۔ حلال اور حرام، پاک اور ناپاک، حق اور ناحق کی تمیز پہلے کی محدود مذہبیت کی بہ نسبت اب بہت زیادہ وسیع پیمانہ پر زندگی کے تمام مسائل میں شروع ہو گئی ہے۔ پہلے جو کچھ دینداری کے باوجود

کر ڈالا جاتا تھا وہ اب گوارا نہیں ہوتا بلکہ اس کی یاد بھی شرمندہ کرنے لگی ہے۔ پہلے جن لوگوں کے لیے کسی معاملہ کا یہ پہلو سب سے کم قابلِ توجہ تھا کہ یہ خدا کی نگاہ میں کیسا ہے ان کے لیے اب یہی سوال سب سے زیادہ مقدم ہو گیا ہے۔ پہلے جو دینی حس اتنی کند ہو چکی تھی کہ بڑی بڑی چیزیں بھی نہ کھٹکتی تھیں اب وہ اتنی تیز ہو گئی ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی کھٹکنے لگی ہیں۔ خدا کے سامنے ذمہ داری و جواب دہی کا عقیدہ اب احساس بنتا جا رہا ہے اور بہت سی زندگیوں میں اس احساس سے نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ لوگ اب اس نقطۂ نظر سے سوچنے لگے ہیں کہ دنیا کی زندگی میں جو کچھ سعی و عمل وہ کر رہے ہیں وہ آیا خدا کی میزان میں کسی قدر و وزن کی حامل ہو سکتی ہے یا محض هَبَآءً مَّنْثُوْرًا بن جانے والی ہے۔ پھر بحمد اللہ اس دعوت نے جہاں بھی نفوذ کیا ہے بے مقصد زندگیوں کو با مقصد بنایا ہے اور صرف ان کے مقصدِ زندگی ہی کو نہیں بلکہ مقصد تک پہنچنے کی راہ کو بھی ان کی نگاہوں کے سامنے بالکل واضح کر دیا ہے۔ خیالات کی پراگندگی دور ہو رہی ہے۔ فضول اور دور از کار دلچسپیوں سے دل خود ہٹ رہے ہیں۔ زندگی کے حقیقی اور اہم تر مسائل مرکزِ توجہ بن رہے ہیں۔ فکر و نظر ایک منظم صورت اختیار کر رہی ہے اور ایک شاہ راہِ مستقیم پر حرکت کرنے لگی ہے۔ غرض بحیثیتِ مجموعی وہ ابتدائی خصوصیات اچھی خاصی قابلِ اطمینان رفتار کے ساتھ نشو و نما پا رہی ہیں جو اسلام کے بلند ترین نصب العین کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے اولاً و لازماً مطلوب ہیں۔

اگرچہ تشکیلِ جماعت کے بعد ہی بدگمانی پھیلانے والے عناصر نے باہر سے اور مایوسی و بددلی پھیلانے والے عناصر نے اندر سے اس صحیح ارتقاء کے راستے میں رکاوٹ ڈالنی شروع کر دی تھی اور حال کے جماعتی فتنہ نے تو اس کو صدمۂ عظیم پہنچایا، مگر اب تک کے پورے کام کا جائزہ لینے کے بعد یہ اطمینان ہوا کہ تمام مزاحمتوں کے باوجود یہ ارتقاء اپنی فطری رفتار پر چل رہا ہے، اور یہ مزاحمتیں آخر کار اس کے لیے سببِ ضعف نہیں بلکہ فی الجملہ سببِ قوت ہی ثابت ہوں گی۔

اس میں شک نہیں کہ جو کچھ ہونا چاہیے تھا اس کے لحاظ سے، جو کچھ ہوا وہ بہت کم ہے۔ لیکن اس کمی کا احساس اگر کسی شخص کو مایوس ہو کر بیٹھ جانے پر آمادہ کرتا ہے تو اس کو متنبہ ہو جانا چاہیے کہ اس قسم کے احساسات ہمیشہ نزغِ شیطانی کا

نتیجہ ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ احساس اس کو تلافی مافات کے لیے سعی وجہد پر ابھارتا ہے تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور جو کچھ کمی وہ محسوس کرتا ہے اسے پورا کرنے کے لیے مستعدی کے ساتھ کام کرنا چاہیے جہاں تک یہ کمی ہماری کوتاہیوں کے سبب سے ہے اس پر ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں اور آئندہ زیادہ خدمت کی توفیق مانگتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہماری کوتاہیاں ہی اس کمی کا واحد سبب نہیں ہیں، بلکہ اس کے کچھ اور اسباب بھی ہیں جن پر ہمیں کوئی اقتدار حاصل نہیں۔

سب سے پہلا اور اہم سبب جو ہمارے راستہ میں غیر معمولی رکاوٹ پیدا کر رہا ہے، موجودہ جنگ ہے۔ ہمارے جو رفقاء اکثر کام کی سست رفتاری دیکھ کر یاس و قنوط کے شکار ہو جاتے ہیں ان کو یاد نہیں رہتا کہ ہم نے کام کی ابتداء ہی جنگ کے زمانہ میں کی ہے اور آغاز کار سے لے کر اب تک جنگی حالات کی گرفت شدید تر ہی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اول تو ایک نظامِ تمدن و ریاست جو پوری ہمہ گیری کے ساتھ محیط و مسلط ہو اپنے دائرے میں ویسے ہی کسی مخالف دعوت کے لیے اٹھنے اور پھیلنے کی گنجائش بہت کم چھوڑتا ہے، مگر خصوصیت کے ساتھ جب وہ ایک بیرونی طاقت سے حیات و موت کی کشمکش میں مبتلا ہو اس کے حدود میں رہ کر اس نوعیت کی ایک دعوت شروع کرنا جیسی کہ ہم کر رہے ہیں، اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ نظامِ غالب اس وقت زمین اور اس کے تمام ذرائع پر شدت کے ساتھ قابض ہے اور اپنے بقاء کے لیے تمام وسائل کو اس طرح استعمال کر رہا ہے کہ دوسروں کے لیے معمولی اسباب حیات تک نہیں چھوڑنا چاہتا۔ ان حالات میں اُن تحریکوں کے لیے بھی جینا محال ہو رہا ہے جو سالہا سال سے چل رہی تھیں اور گہری بنیادوں پر قائم ہو چکی تھیں۔ پھر کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ ایک ایسی تحریک جو اس نظام کی بالکل ضد ہے اور جس نے عین ہنگامۂ جنگ میں جنم لیا ہے، آسانی کے ساتھ جڑ پکڑ سکے گی اور تیز رفتاری کے ساتھ چل سکے گی۔ اس وقت تیز رفتاری کی کوشش کا نتیجہ دشمن کو دعوت دینا ہے کہ آ اور جڑ پکڑنے سے پہلے اس بیج کو زمین سے اکھاڑ پھینک۔

دوسری بڑی رکاوٹ ہماری راہ میں ذرائع کی کمی ہے۔ تشکیل جماعت کے وقت ہمارے پاس صرف ۷۴ روپے کا سرمایہ

تھا اور دو ہزار روپے کی کتابیں ہمارے بکڈپو میں موجود تھیں۔ اتنے قلیل ذرائع سے ہم نے اس عظیم الشان کام کی ابتداء کی تھی جس کا مقصد پورے نظام زندگی کو بدل ڈالنا تھا۔ جماعت میں جو لوگ داخل ہوئے وہ بیشتر غریب تھے اور اب تک خوش حال عنصر ہمارے اندر ایک فی صدی سے زیادہ نہیں ہے، اس لیے ارکان جماعت کی طرف سے اس کام میں کوئی قابلِ ذکر مالی اعانت ہمیں حاصل نہیں ہو سکی۔ عام اہلِ خیر سے مدد لینے میں جن اصولوں کی ہم پابندی کرتے ہیں وہ بھی ایسے نہیں ہیں کہ ہم بڑے پیمانہ پر کوئی مستقل مالی اعانت حاصل کرنے کی توقع کر سکیں۔ صرف ایک مستقل ذریعہ ہمارے پاس جماعت کا بکڈپو ہے جس کے بل بوتے پر ہم اطمینان کے ساتھ کام کر سکتے ہیں، چنانچہ اب تک ہیں نے زیادہ تر توجہ اسی ذریعہ کو ترقی دینے پر صرف کی ہے اور دوسرے کام شروع کرنے سے قصداً احتراز کیا ہے تاکہ کوئی قدم آگے بڑھنے کے بعد پیچھے نہ پڑنے پائے۔ اگر جنگی حالات زیادہ شدت نہ اختیار کر گئے ہوتے تو بکڈپو اس وقت اس حد تک ترقی کر چکا ہوتا کہ اس کی مدد سے ہم دوسری تجویزوں پر عمل شروع کر دیتے، لیکن موجودہ حالات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ اپنے تمام ذرائع اور اپنی ساری قوتیں بکڈپو کی زندگی برقرار رکھنے پر صرف کر دیں۔

تیسری اہم رکاوٹ مردانِ کار کی کمی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص تنہا اپنی ذات سے پورا ادارہ نہیں بن سکتا۔ بڑے بڑے اجتماعی کام صرف اسی طرح ہو سکتے ہیں کہ قیادت و رہنمائی کا کام جس شخص کے سپرد ہو اس کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے عمدہ صلاحیتیں رکھنے والے چند آدمی موجود ہوں جو ایک ایک شعبہ کا کام پوری ذمہ داری کے ساتھ سنبھال سکیں۔ اس قسم کے آدمی مجھے ابھی تک میسر نہیں آئے ہیں۔ سات سو آدمیوں کی یہ جماعت، جو گذشتہ ڈیڑھ پونے دو سال کی دعوت و تبلیغ سے فراہم ہوئی ہے، یہ ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ یہ محض ایک موادِ خام ہے جو آئندہ کی تعمیر کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ ابھی اجزاء مختلفہ کے اس مجموعہ نے کوئی ترکیبی مزاج اختیار نہیں کیا ہے۔ ابھی اس کے اجزاء کو جانچنے اور چھانٹنے اور ان کی صلاحیتوں کا جائزہ لینے اور ہر صلاحیت کے جزء کو اس کی مناسب جگہ پر رکھنے کا کام باقی ہے۔ یہ کام زیادہ آسان ہوتا اگر جنگی مشکلات حائل نہ ہوتیں اور بار بار ارکانِ جماعت کے اجتماعات کیے جا سکتے، یا کم از کم چار پانچ

آدمی مجھے ایسے مل گئے ہوتے جن پر مرکز کے کاموں کا بوجھ ڈال کر میں خود پے در پے دورے کر سکتا۔ مگر جو حالات اس وقت درپیش ہیں ان میں نہ تو اجتماعات ہی ہو سکتے ہیں اور نہ میں خود جگہ جگہ پہنچ کر ارکان جماعت سے شخصی روابط قائم کر سکتا ہوں۔ اس لیے اب تک میں پوری طرح جماعت کا جائزہ لے کر یہ معلوم نہیں کر سکا ہوں کہ ہمارے رفقاء میں کن کن صلاحیتوں کے لوگ موجود ہیں اور ان سے کیا کام لیے جا سکتے ہیں۔ جن رفقاء کی صلاحیتوں کا مجھے علم ہو چکا ہے ان سے کام لینے میں بھی متعدد امور مانع ہیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو فکر معاش سے بے نیاز ہو۔ ان کا پورا وقت اگر جماعت کی خدمت کے لیے حاصل کیا جائے تو ان کی معاش کا انتظام جماعت کو کرنا چاہیے مگر جماعت کے ذرائع اس بار کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کو مرکز میں بلا کر یہ چاہوں کہ اپنی معاش وہ خود پیدا کریں اور جماعت کا کام بھی ساتھ ساتھ کریں تو یہ بھی ممکن نہیں، کیونکہ موجودہ معاشی نظام اتنا نالائق ہے کہ یہ کسی شخص کو دو وقت کی روٹی نہیں دیتا جب تک کہ اس کا سارا وقت اور اس کی تمام قوتیں سونت نہ لے۔

ان موانع کے سوا ایک اور چیز بھی ہے جس کی وجہ سے اب تک نہ تو کام کی رفتار ہی تیز ہو سکی ہے اور نہ اتنا بہتر کام ہو سکا ہے جیسا ہونا چاہیے تھا۔ وہ یہ ہے کہ ابھی ہمارے ارکان کی تربیت بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ بہت کم ارکان ہیں جنھوں نے اس جماعت کے مزاج اور اس کے مقصد اور طریق کار کو اچھی طرح سمجھا ہو اور جو یہ جانتے ہوں کہ انھیں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے۔ بیشتر لوگ جو ہمارے حلقہ میں داخل ہوئے ہیں، بہت زیادہ تربیت کے محتاج ہیں۔ ان میں سے متعدد لوگ ایسے ہیں جو محض وقتی اور جزوی کشش کی بنا پر جماعت کے اندر داخل ہو گئے ہیں مگر ان کی ذہنیت، سیرت، اخلاق اور راہ سعی و عمل میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو "عمل" اور "تنظیم" کے وہی تصورات ابھی تک اپنے ذہن میں لیے ہوئے ہیں جو پہلے کی جماعتوں کو دیکھ کر یا ان کے اندر کام کر کے انھوں نے اخذ کیے تھے۔ وہ بار بار اُسی قسم کے "عمل" اور اسی طرز کی "تنظیم" کے مطالبے کرتے ہیں اور ان کے ذہن ابھی تک اس حقیقت کا ادراک نہیں کر سکے ہیں کہ مصنوعی تنظیم اور مظاہرے کے عمل کے سوا تنظیم اور عمل کی کچھ دوسری قوی تر صورتیں بھی ہیں اور اسلامی تحریک کے مزاج

سے وہی زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اصولی حیثیت سے تو تمام باتیں اچھی طرح سمجھ لی ہیں مگر ابھی تک عملی طریق کار ان کی سمجھ میں پوری طرح نہیں آیا ہے۔ ان کی حالت اس طالب علم کی سی ہے جس نے صرف کتاب سے میکانکس کا علم حاصل کیا ہو مگر جب مشین سے اس کو سابقہ پیش آئے تو وہ اس کے سامنے اپنے آپ کو بالکل مبتدی محسوس کرے۔ جماعت کی اکثریت ان مختلف حالتوں میں مبتلا ہے۔ رہے وہ قلیل التعداد ارکان جو خلاصۂ جماعت ہیں تو ان کو بھی ابھی چند ارتقائی مدارج سے گذرنا ہے۔ وہ خوب سمجھ چکے ہیں کہ انھیں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے، اور حتی الامکان کام کر بھی رہے ہیں، لیکن انھیں اپنی قوتوں اور قابلیتوں کو جن کا نشو و نما اب تک کسی اور ڈھنگ پر ہوتا رہا ہے اور جن کو کسی اور طرز پر اب تک استعمال کیا جاتا رہا ہے "او ور ہال" کر کے از سر نو مرتب کرنا پڑ رہا ہے اور یہ ترتیب جدید بہر حال ابھی کافی وقت لے گی۔ ان میں جو مقرر تھے اور اچھے مقرر تھے، اس جماعت کے اندر آنے کے بعد یکایک وہ گونگے ہو گئے ہیں کیونکہ ان کی زبان اب تک جس راہ پر چلتی رہی تھی، یہ راہ اس سے بہت مختلف ہے اور اس راہ میں بولنے کے لیے انھیں زبان کو بالکل نئے سرے سے تیار کرنا ہے۔ یہی حال ادیبوں، مصنفوں، معلموں، پبلک کارکنوں اور دوسری قابلیتوں کے رکھنے والوں کا ہے کہ ہر ایک جماعت میں آنے کے بعد اپنی شخصیت کو تبدیل کرنے میں لگا ہوا ہے اور یہ تبدیلی جب تک مکمل نہ ہولے، یہ لوگ جماعتی عمل میں اپنا پورا حصہ ادا کرنے سے معذور ہیں۔

ان اسباب پر غور کرنے سے کام کی رفتار سست اور غیر محسوس ہونے کے وجوہ اچھی طرح سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جو عظیم الشان مقصد ہمارے سامنے ہے اور جن زبردست طاقتوں کے مقابلہ میں ہم کو اٹھ کر اس مقصد کے لیے کام کرنا ہے، اس کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ہم میں صبر ہو، تدبر او رمعاملہ فہمی ہو اور اتنا مضبوط ارادہ موجود ہو جس سے ہم دور رس نتائج کے لیے لگاتار ان تھک سعی کر سکیں۔ بے صبری کے ساتھ جلدی جلدی نتائج برآمد کرنے کے لیے بہت سے ایسے سطحی کام کیے جا سکتے ہیں جن سے ایک وقتی ہلچل برپا ہو جائے لیکن اس کا کوئی حاصل اس کے سوا نہیں ہے کہ کچھ دنوں تک فضا میں شور رہے اور پھر ایک صدمہ کے ساتھ سارا کام اس طرح برباد ہو کہ مدتہائے دراز تک دوبارہ اس کا نام لینے کی بھی کوئی ہمت نہ کر سکے۔ یہ چیز جن لوگوں کو

مطلوب ہے ان کے لیے مناسب یہ ہے کہ ہمیں پریشان کرنے کے بجائے وہ ہم سے الگ ہوجائیں اور آزادی کے ساتھ جو ہنگامہ برپا کرنا چاہیں کریں۔ مگر جو لوگ اس مقصد کے لیے واقعی کوئی صحیح کام کرنا چاہتے ہیں انھیں شوقِ فضول سے مجتنب ہو کر معمار کے سے صبر کی عادت ڈالنی چاہیے جو تعمیر شروع کرنے سے پہلے سامانِ تعمیر جمع کرتا ہے، پھر دیوار اٹھانے سے پہلے بنیادیں کھودنے اور ان کو مضبوطی کے ساتھ بھرنے میں کافی وقت اور محنت صرف کرتا ہے، پھر ایک ایک اینٹ چنتا ہے اور جب تک ایک اینٹ کو مستحکم نہیں کر لیتا دوسری اینٹ کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ جس معمار میں اتنا صبر نہیں ہے اور جو بنیاد کھودنے سے پہلے چھت ڈالنا چاہتا ہے اس کے لیے کام کا صحیح میدان زمین نہیں بلکہ ہوا ہے۔

ضروری اعلان

کاغذ کی انتہائی گرانی بلکہ نایابی نے ہمیں اپنی مطبوعات کی قیمتوں میں اضافہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جو کاغذ ہمیں مل رہا ہے وہ قبل جنگ کی قیمتوں سے چھ گنا زیادہ قیمتی ہے۔ اس لیے سابق قیمتوں پر کتابیں فروخت کرنا محال ہے۔ تازہ فہرست کتب ترمیم شدہ قیمتوں کے ساتھ حسب ذیل ہے:

۱۔ رسالہ دینیات۔ بے جلد عہ۔ مجلد ۱۲عہ (زیر طبع ہے)
۲۔ خطبات۔ بے جلد ۔ مجلد
۳۔ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اول۔ بے جلد۔ عہ
۴۔ " " " " حصہ دوم "
۵۔ " " " " حصہ سوم "
۶۔ مسئلہ قومیت۔ بے جلد۔ عہ (زیر طبع)
۷۔ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش ہر سہ حصص مع مسئلہ قومیت مجلد۔
۸۔ تنقیحات۔ بے جلد ۔ مجلد ۔ (زیر طبع)
۹۔ تفہیمات۔ بے جلد ۔ مجلد ۔
۱۰۔ مسئلہ جبر و قدر۔ بے جلد ۱۴ر۔ (زیر طبع)
۱۱۔ تجدید و احیاء دین۔ بے جلد۔ ۱۴ر۔
۱۲۔ پردہ۔ بے جلد ۔ مجلد ۔
۱۳۔ حقوق الزوجین۔ بے جلد عہ (زیر طبع)
۱۴۔ اسلام اور ضبط ولادت۔ بے جلد۔ ۱۲ر (زیر طبع)
۱۵۔ ہیگل، مارکس اور اسلامی نظام۔ بے جلد عہ۔ (زیر طبع)
۱۶۔ سیرت سید احمد شہید۔ بے جلد ۔
۱۷۔ سلامتی کا راستہ۔ ۵ر (زیر طبع)
۱۸۔ اسلام اور جاہلیت۔ ۵ر (" ")
۱۹۔ نشانِ راہ۔ ۴ر۔
۲۰۔ اسلام کا نظریۂ سیاسی۔ ۵ر (زیر طبع)
۲۱۔ اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے؟ ۵ر (زیر طبع)
۲۲۔ انسان کا معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل۔ ۸ر (زیر طبع)
۲۳۔ ایک اہم استفتاء۔ ۲ر۔
۲۴۔ نیا نظام تعلیم۔ ۵ر (زیر طبع)
۲۵۔ انگریزی ترجمہ رسالہ دینیات۔
۲۶۔ " نظریہ سیاسی۔ ۹ر (زیر طبع)
۲۷۔ " اسلامی حکومت ۹ر
۲۸۔ نیشنلزم اینڈ انڈیا۔ ۹ر۔
۲۹۔ دستور جماعت اسلامی ۲ر
۳۰۔ جماعت اسلامی کے اجتماع اوّل کی روداد۔ ۴ر (زیر طبع)

نوٹ:۔ محصول ڈاک ان قیمتوں سے علاوہ ہے۔

ملنے کا پتہ

ادارۂ "ترجمان القرآن" دار الاسلام جمال پور پٹھان کوٹ